Digitized by Khilafat Library Rabwah

فون نمبر ۴۴۹
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
روزنامہ الفضل ربوہ
یوم منگل
The Daily ALFAZL RABWAH
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

نمبر ۱۵۰	۱۰ ر جمادی الثانی سنہ ۱۳۹۴ھ ۲ ر وفا ۱۳۵۳ ہش ۲ ر جولائی سنہ ۱۹۷۴ء	جلد ۲۸ / ۶۳

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲ ر وفا ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ :-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔ الحمد للہ

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ہر طرح صحت و عافیت سے رکھے ۔ حضور کی عمر کو دراز سے دراز تر فرمائے اور روئے زمین پر غلبۂ اسلام کے ضمن میں حضور کے مقاصدِ عالیہ کو اپنی معجزانہ قدرت اور غیر معمولی تائید و نصرت سے جلد تر پورا فرمائے ۔

آمین اللّٰھم آمین

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلم پر جو رُوح القدس کی تجلّی ہوئی وہ ہر ایک تجلّی سے بڑھ کر ہے

اُس جیسی تجلّی خدا تعالیٰ نے نہ پہلے کسی پر کی اور نہ وہ آئندہ کسی پر ایسی تجلّی کرے گا

(۱) "اِنَّ لِلّٰہِ تَجَلِّیَاتٌ فِیْ اِیْحَائِہٖ وَاِنَّہٗ مَا تَجَلّٰی مِنْ قَبْلُ وَلَا یَتَجَلّٰی مِنْ بَعْدُ کَمِثْلِ تَجَلِّیْہِ لِخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ۔" (الھُدیٰ صفحہ ۳۲)

(ترجمہ) وحی کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کی کئی تجلّیاں ہیں اور اُس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جو تجلّی فرمائی اُس جیسی تجلّی نہ اس نے پہلے کسی پر کی اور نہ آئندہ کسی پر کرے گا۔

(۲) "ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر جو رُوح القدس کی تجلّی ہوئی تھی وہ ہر ایک تجلّی سے بڑھ کر ہے رُوح القدس کبھی کسی نبی پر کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا اور کبھی کسی نبی یا اوتار پر گائے کی شکل میں ظاہر ہوا اور کسی پر کچھ یا مچھ کی شکل پر ظاہر ہوا اور انسان کی شکل کا وقت نہ آیا جب تک انسانِ کامل یعنی ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے تو رُوح القدس بھی آپ پر بوجہ کامل انسان ہونے کے انسان کی شکل پر ہی ظاہر ہوا اور چونکہ رُوح القدس کی قوی تجلّی تھی جس نے زمین سے لیکر آسمان کا اُفق بھر دیا تھا۔ اِس لئے قرآنی تعلیم شرک سے محفوظ رہی ۔"

(کشتی نوح صفحہ ۴۷)

(۳) "ہمارے نبی صلعم کی انسانیّت اِس قدر زبردست ہے کہ رُوح القدس کو بھی انسانیّت کی طرف کھینچ لائی ۔"

(کشتی نوح صفحہ ۴۷)

اپنے اوقات کا ایک بڑا حصّہ دُعاؤں میں صرف کرو

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

"ہماری جماعت کے دوستوں کا فرض ہے کہ وہ ٹھہر ٹھہر کر نمازیں پڑھا کریں اور اپنے اوقات کا ایک بڑا حصّہ ذکرِ الٰہی اور دعاؤں میں صرف کیا کریں اور دوسرے مسلمانوں سے بھی انہیں یہی کہنا چاہیئے کہ وہ عبادت اور ذکرِ الٰہی پر زور دیں کیونکہ اسلام کی اصل ترقی ذکرِ الٰہی اور عبادت پر زور دینے سے ہی ہوگی۔

تاریخوں سے ثابت ہے کہ جب رومی سفیر مسلمانوں کی حالت دیکھ کر واپس گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ آپ مسلمانوں کے مقابلہ میں جیت نہیں سکتے۔ اُس نے پوچھا کیوں؟ رومی سفیر نے جواب دیا کہ وہ تو سارا دن لڑتے اور ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ آدمی نہیں بلکہ جنّ معلوم ہوتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت پر زور دینا ایسا نور پیدا کر دیتا ہے جس سے پہلے انسان کو اپنے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور پھر وہ دُنیا کی طاقتوں کو مغلوب کر لیتا ہے !"

(تفسیر کبیر جلد ششم تفسیر سُورۃ القریش)

ہمارا عقیدہ

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"ہمارا اعتقاد جو ہم دُنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیقِ باری تعالیٰ اِس عالمِ گزران سے کُوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبۂ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہِ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے ۔"

(ازالۂ اوہام حصہ اوّل صفحہ ۱۳۷)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبد الحی ۔ مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت :- دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ ۲ر وفا ۱۳۵۳ھ

زندہ ایمان اور اس کی عظیم الشان تاثیر

مامورین الٰہی کی جماعتوں کو اپنے مخالفین کی طرف سے جو یقیناً ابتداءً بہت ہی قلیل تعداد میں ہوتے ہیں بڑی بڑی اذیتیں اٹھانی اور سختیاں جھیلنی پڑتی ہیں۔ ان جماعتوں کے افراد یہ سب سختیاں اور اذیتیں صبر سے برداشت کرتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے پائے استقلال میں ذرا بھی لغزش نہیں آتی۔ وہ اس راہ میں ہنسی خوشی جان دیدیتے ہیں لیکن ایمان کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اتنی اذیتیں اٹھانے اور دُکھ سہنے کے باوجود وہ دُکھ دینے اور اذیتیں پہنچانے والوں کے دل سے خیر خواہ رہتے ہیں اور ان کیلئے دعائیں کر رہے ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں بھی ہدایت کا راستہ دکھائے اور اس پر چلنے کی توفیق سے نوازے۔

تاریخ گواہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کفار مکہ کے ہاتھوں ایسے ایسے مظالم اٹھانے پڑے کہ انہیں پڑھ کر آج بھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جن صحابہ کرامؓ کو قریش مکہ کے ہاتھوں انسانیت سوز مظالم کا تختہ مشق بننا پڑا ان میں سے ایک حضرت خبابؓ بن الارت بھی تھے۔ قریش نے انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دیں۔ ایک دن کوئلے جلا کر زمین پر بچھائے اور انہیں کوئلوں پر چت لٹا کر ایک شخص نے چھاتی پر پاؤں رکھے رکھا تا کہ کروٹ نہ لے سکیں۔ وہ کرب اور اذیت کی اس حالت میں اُس وقت تک وہاں پڑے رہے جب تک کہ کوئلے ٹھنڈے نہ ہو گئے۔ ان کی پیٹھ پر جگہ جگہ برص کی طرح کے سفید داغ پڑ گئے تھے۔ انہی حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ ایک دن آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرکوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو پہنچنے والی اذیتوں کا ذکر کرنے کے بعد عرض کیا، کیا حضور ان لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور بد دعا نہیں فرمائیں گے؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا اور آپؐ نے فرمایا:۔

كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهِ فَيُجَاءُ بِالْمِيشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ وَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ أَوْ عَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ وَاللّٰهِ لَيَتِمَّنَّ هٰذَا الْأَمْرُ حَتّٰى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَوِ الذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ (بخاری)

تم سے پہلے بعض لوگ ایسے ہو رہے ہیں کہ زمین میں ان کے لئے گڑھا کھودا جاتا تھا اور وہ اس میں کھڑے کر دئے جاتے تھے۔ پھر آرہ لایا جاتا تھا اور ان کے سر پر رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کر دئے جاتے تھے اور یہ بات ان کو ان کے دین سے نہ روکتی تھی۔ اور لوہے کی کنگھیاں ان کے گوشت کے نیچے ہڈی اور پٹھوں پر جکڑی جاتی تھیں اور یہ بات انہیں ان کے دین سے نہ روکتی تھی۔ خدا کی قسم اللہ تعالےٰ ضرور اس کام کو تکمیل تک پہنچائے گا یہاں تک کہ ایک سوار صنعا سے حضرموت تک چلا جائیگا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا اور نہ کوئی شخص اپنی بکریوں پر بھیڑیوں کا خوف کرے گا۔ مگر تم جلدی کرتے ہو۔

بہر حال یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ کوئی مامور من اللہ بھی ایسا نہیں گزرا جس کے ماننے والوں کو ابتداءً ظلم و ستم کا نشانہ نہ بنایا گیا ہو۔ یہ امر غور طلب ہے کہ وہ کیا چیز تھی کہ جو اللہ تعالےٰ کے ان منتخب بندوں کو انسانیت سوز مظالم اور اذیت ناک سلوک کو برداشت کرنے کا حوصلہ عطا کرتی تھی۔ وہ جان دے دیتے تھے لیکن ایمان پر آنچ نہ آنے دیتے تھے۔ اس میں شک نہیں اُس کی وجہ ان کا جذبہ ایمان ہی تھا۔ ایمان ہی کے بل پر وہ یہ سب اذیتیں برداشت کر کے عزم و استقلال اور صبر و ثبات کا اتنا اعلیٰ نمونہ قائم کر دکھانے میں کامیاب رہتے تھے لیکن اِس پر مزید سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایمان میں اتنی پختگی کیسے نصیب ہوئی۔ اس کا جواب بجز اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ مامورین الٰہی صداقت کے تازہ بتازہ نشان دکھا کر انہیں رویت الٰہی کے وصف سے متصف کر دکھاتے تھے۔ انہیں خدا نظر آجاتا تھا اس لئے ان کے واسطے یہ ممکن ہی نہ ہوتا تھا کہ وہ کبھی ایمان ترک کرنے پر آمادہ ہو سکیں۔ بڑی سے بڑی مصیبت اور اذیت بھی ان کے پائے ثبات میں خفیف سا تزلزل بھی پیدا نہیں کرتی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک کسی انسان کو خدا نظر نہیں آتا دنیا کی مصیبتیں اسے پہاڑ اور اس کے ابتلاء اسے بے کنار سمندر نظر آتے ہیں۔ مگر جب خدا نظر آجاتا ہے تو اُس کی نگاہ میں ساری چیزیں ہیچ ہو جاتی ہیں۔ ایک ہی چیز اس کے سامنے ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کا قول پورا ہو، اور خدا کے قول کے مقابلہ میں نہ حکومتیں کوئی حقیقت رکھتی ہیں نہ بادشاہتیں کوئی حقیقت رکھتی ہیں اور نہ جائیدادیں کوئی حقیقت رکھتی ہیں۔ وہ ہنستا ہوا جاتا اور اپنی قربانی پیش کر کے خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جاتا ہے۔

ایسا پختہ ایمان بجز مامورینِ الٰہی کے اور کوئی عطا نہیں کر سکتا کیونکہ یہ پیدا ہوتا ہے رویت الٰہی کے نتیجہ میں اور رویت الٰہی نصیب نہیں ہوتی جبتک کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور جلال کے تازہ بتازہ نشان ظہور میں نہ آئیں۔ اور معجزہ کی قدرت رکھنے والے یہ نشان مامورینِ الٰہی کے ذریعہ ہی ظہور میں آتے ہیں۔ چونکہ امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کی ہستی پر زندہ ایمان پیدا کرنے کی غرض سے ہی مبعوث ہوئے تھے اِس لئے آپ نے اپنے آنے کی غرض بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اِس وقت بھی جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے۔ ...... یعنی مَیں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں اور گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف رہبری کرتا ہوں۔" (ملفوظات جلد سوم ص۱۱)

قطعات

(۱)

سہے غم اگر دُکھ اُٹھائے تو کیا
جو سینوں میں طُوفاں دبائے تو کیا
جو کُندن بنے گا وہ سونا ہو تم
غمِ عشق میں دل جلائے تو کیا

(۲)

نہ ہوتے ہیں افلاک کے بند در
نہ ہوتی ہے آہِ سحر بے اثر
یہ پتھر کے دِل موم ہو جائیں گے
کرو آتشِ عشق کو تیز تر

(عبدالمنان ناہید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تزکیۂ نفس کیلئے بعض خاص دعائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورہ بقرہ کی آخری آیت کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

"تزکیۂ نفس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بعض خاص دعائیں سکھائی ہیں کیونکہ دعا ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے انسان اللہ تعالیٰ کا چہرہ دیکھتا ہے اور دعا ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے اس کی قدرتوں پر زندہ ایمان پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ دعا جو اللہ تعالیٰ نے خود سکھائی ہے اس کی قبولیت میں تو کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہمارے مومن بندے ہمیشہ یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا۔ اے ہمارے رب اگر ہم کبھی بھول جائیں یا کوئی خطا ہم سے سرزد ہو جائے تو ہمیں سزا نہ دیجیو بلکہ ہم سے رحم اور عفو کا سلوک کیجیو۔ بھول جانے کے معنے یہ ہیں کہ کوئی کام کرنا ضروری ہو مگر نہ کیا جائے اور خطا کے یہ معنے ہیں کہ کام تو کیا جائے مگر غلط کیا جائے بعض لوگ اس بحث میں پڑ گئے ہیں کہ نسیان اور خطا دو ہم معنے لفظ یہاں کیوں لائے گئے ہیں وہ یہ نہیں سمجھتے کہ دنیا میں تمام کام دو قسم کے ہوتے ہیں کوئی کام تو ایسے ہوتے ہیں جو کرنے ضروری ہوتے ہیں مگر انسان نہیں کرتا۔ اور کوئی کام ایسے ہوتے ہیں جو انسان کرتا تو ہے مگر غلط طور پر کرتا ہے اور یہ دونوں ہی غلطیاں ہوتی ہیں۔ نسیان کے معنے بھول جانے کے ہیں اور بھولنا کسی کام کے متعلق ہوتا ہے نہ کرنے کے متعلق نہیں ہوتا۔ پس لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ کے معنے یہ ہوئے کہ خدایا ایسا نہ ہو کہ جو کام ہمارے لئے کرنے ضروری ہیں وہ ہم نہ کریں اور اس طرح ہم ترقی سے محروم ہو جائیں۔ پس تو ہماری حفاظت فرما۔ اور ہمیں اس غلطی سے محفوظ رکھ۔ اَوْ اَخْطَاْنَا اور یا الٰہی یہ بھی نہ ہو کہ جو کام ہمیں نہیں کرنا چاہیئے وہ ہم کریں یا ہم کریں تو وہی جو ہمیں کرنا چاہیئے مگر غلط طریق پر کریں۔ پس نسیان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جو کام کرنے تھے وہ ان سے رہ جائیں اور خطا کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جو کام نہیں کرنے چاہیئے تھے وہ کر لئے جائیں یا جن کاموں کا کرنا ضروری تھا وہ غلط طور پر کئے جائیں۔ غرض نسیان عدم عمل کا نام ہے اور خطا عمل کی خرابی کو کہتے ہیں۔ اسی لئے یہاں دو لفظ استعمال کئے گئے ہیں۔ پس ان میں سے کوئی لفظ بھی زائد نہیں بلکہ ہر لفظ اپنی اپنی جگہ ضروری ہے نسیان کی مثال ایسی ہے جیسے آدم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (طٰہٰ آیت ۱۱۶) یعنی آدم بھول گیا لیکن ہم نے یہ بھی دیکھ لیا کہ اس کے دل میں ہمارا حکم توڑنے کے متعلق کوئی ارادہ نہ تھا۔

پھر فرماتا ہے رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا۔ یعنی مومن یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ اے خدا ہم پر اس طرح ذمہ داری نہ ڈالیو جس طرح تو نے اُن لوگوں پر جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں ڈالی تھی۔ اِصْرٌ کے ایک معنے چونکہ گناہ کے ہیں اس لئے اس دعا کا مفہوم یہ ہے کہ اے خدا تو ہم پر اس طرح گناہ نہ ڈال جس طرح تو نے پہلی قوموں پر ڈالا یعنی ہمیں ان اعمال سے اپنے فضل سے محفوظ رکھ جن کے نتیجہ میں ہماری طرف گناہ منسوب ہوں اور دنیا میں ہمیں ظالم اور روسیاہ قرار دیا جائے اور طرح طرح کے عیوب ہماری طرف منسوب کئے جائیں جیسا کہ پہلی قوموں کے ساتھ ہوا۔

اِصْرٌ کے دوسرے معنے عہد کے ہیں اس لحاظ سے لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا کے معنے یہ ہیں کہ الٰہی ہم سے کوئی ایسا عہد نہ لیجیو جس کو توڑ کر ہم تیری سزا کے مستوجب ہوں جس طرح پہلی قومیں سزا کی مستوجب ہوئیں۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر عہد لینا بری چیز تھی تو پھر دوسری امتوں سے کیوں لئے گئے اور اگر اچھی چیز ہے تو اس امت سے کیوں نہ لیا جائے بلکہ اسکے کامل امت ہونے کی وجہ سے تو ضروری ہے کہ اسکے ہر فرد سے عہد لیا جائے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ ہم سے کوئی عہد ہی نہ لیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اے ہمارے رب! آپ ہم سے یہ عہد لیں اس کے متعلق ہمیں توفیق بھی عطا فرمائیں کہ ہم اسکے مطابق عمل کریں اور پہلی قوموں کی طرح عہد شکن اور غدار قرار نہ پائیں گویا یہ دعا عہد سے بچنے کے لئے نہیں بلکہ عہد کی ذمہ داری پر باحسن طریق عمل پیرا ہونے کے لئے ہے

(۳) اِصْرٌ کے ایک معنے بوجھ کے بھی ہیں اس لحاظ سے اس کے معنے یہ ہیں کہ اے ہمارے رب! تو ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا کہ تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر بوجھ ڈالا۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ ہمیں اتنی نمازیں پڑھنے کو نہ کہنا کہ جو ہم پڑھ نہ سکیں کیونکہ خدا تعالیٰ پہلے ہی فرما چکا ہے کہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم آتے ہیں وہ انسان کی طاقت اور اسکی توفیق کے مطابق ہوتے ہیں پس اس کے یہ معنے نہیں بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ بعض جرائم کی بناء پر پہلے لوگوں کے لئے جو سزائیں نازل کی گئی تھیں وہ سزائیں ہم پر نازل نہ ہوں اور ہم سے وہ غلطیاں سرزد نہ ہوں جو پہلے لوگوں سے سرزد ہوئیں اور جن کی وجہ سے وہ تباہ کر دیئے گئے انہوں نے تیری نافرمانیاں کیں اور تیرے احکام کے خلاف انہوں نے قدم اٹھایا جسکی وجہ سے اُن پر ایسی حکومتیں مسلط ہوئیں اور ایسے قوانین انکیلئے مقرر کر دیئے گئے جو ان کے لئے ناقابل برداشت تھے تو ہمیں اپنے فضل سے ایسے مقام پر کھڑا کیجیو کہ ہم سے ایسی غلطیاں سرزد نہ ہوں اور ہمیں ایسی سزائیں نہ ملیں جو ہمارے نفس کی طاقت برداشت سے باہر ہوں اسکے یہ معنے نہیں کہ نفس کی طاقت برداشت کے مطابق اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی سزا ملے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ روحانی سزا انسان کی برداشت سے باہر ہوتی ہے یہ ایمان کی رذالت ہی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ ایسی سزا کو برداشت کر لیتا ہے ورنہ اگر شرافت نفس ہو تو چھوٹی سے چھوٹی سزا بھی انسان کے لئے ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ چنانچہ دیکھ لو جب کسی کو دوسرے سے محبت ہوتی ہے تو اس کی معمولی سی ناراضگی کو دیکھ کر ہی اس کا دل بے چین ہو جاتا ہے بعض دفعہ کہتا ہے اس کی آنکھیں میری طرف نہیں پھریں بعض دفعہ کہتا ہے اس نے مجھ سے اچھی طرح باتیں نہیں کیں۔ بعض دفعہ کہتا ہے اس نے مجھ سے باتیں تو کیں مگر ان میں بشاشت معلوم نہیں ہوتی تھی اور اس بات کا اس کی طبیعت پر اتنا بوجھ پڑتا ہے کہ وہ غمگین ہو جاتا ہے پس اس سے یہ مراد نہیں کہ ہمیں بڑی سزا نہ دیجیو چھوٹی سزا دیجیو بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہمیں کوئی سزا دیجیو ہی نہیں نہ چھوٹی نہ بڑی۔

پھر دنیا میں بعض مصائب ایسے بھی ہوتے ہیں جو بغیر قصور کے آ جاتے ہیں قصور ہمسایہ کا ہوتا ہے اور دکھ اُسے پہنچ جاتا ہے۔ قصور دوست کا ہوتا ہے اور سزا کا اثر اُس پر پڑتا ہے اس لئے جہاں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ دعا سکھائی کہ تم یہ کہا کرو کہ ہم سے ایسی خطا یا نسیان نہ ہو جائے جس کی وجہ سے ہم تیری ناراضگی کے مستحق ہو جائیں۔ وہاں دوسری یہ دعا سکھلائی کہ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ اے خدا! ایسا نہ ہو کہ قصور تو ہمارے ہمسایہ کا ہو اور سزا ہمیں مل جائے یا قصور دنیا کا ہو اور اس کی مصیبت کا اثر ہم پر پڑے مگر یہاں ایک شرط بڑھا دی اور وہ یہ ہے کہ مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ اس شرط کو اس لئے بڑھایا گیا ہے کہ یہاں ناراضگی کا سوال نہیں بلکہ دنیوی مصائب اور ابتلاؤں کا ذکر ہے ناراضگی پر تو ایک چھوٹی بھی برداشت نہیں ہو سکتی مگر چھوٹی تکلیف برداشت کی جاتی ہے پس جہاں روحانی سزا اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذکر تھا وہاں تو یہ دعا سکھلائی کہ ہم میں تیری کسی ناراضگی کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں وہ ناراضگی چھوٹی ہو یا بڑی مگر جہاں دنیوی تکالیف کا ذکر آیا تو یہ دعا سکھلائی کہ چھوٹے موٹے ابتلاؤں پر مجھے اعتراض نہیں۔ کیونکہ یہ نہیں کہتا کہ قدم ہمیشہ پھولوں کی سیج پر رہے البتہ وہ ابتلاء جو تیری ناراضگی کا موجب نہیں اور جو دنیا میں عام طور پر آیا ہی کرتے ہیں ان کے متعلق میری طرف اتنی درخواست ہے کہ کوئی ابتلاء ایسا نہ ہو جو میری طاقت سے بالا ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ مطلب نہیں کہ مومن ایسے ابتلاء خود چاہتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ نے چونکہ بتایا ہوا ہے کہ میں مومنوں کا امتحان لیا کرتا ہوں اس لئے مومن یہ نہیں کہتا کہ خدایا میرا امتحان نہ لے بلکہ وہ کہتا ہے خدایا امتحان تو لیجیو مگر ایسا نہ لیجیو کہ میری طاقت سے بڑھ کر ہو۔

غرض جو حقیقتاً ناراضگی کا تعلق تھا وہاں تو کہہ دیا کہ میں ذراسی ناراضگی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ مگر یہاں دنیوی تکالیف اور ابتلاؤں کا ذکر تھا وہاں کہہ دیا کہ خدایا! تکالیف تو آئیں مگر ایسی نہ ہوں جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہوں۔

پھر فرمایا وَاعْفُ عَنَّا۔ اے خدا ہم سے عفو کر یہ نَسِينَا کے مقابلہ میں ہے۔ یعنی جو کام ہمیں کرنے چاہیئے تھے چونکہ ہم نے نہیں کئے اس لئے ہمیں تو معاف فرما دے۔

وَاغْفِرْ لَنَا اور جو غلط کام ہم کر چکے ہیں ان کے خمیازہ سے ہمیں بچا لے اور ان کاموں کو نہ کئے کی طرح کر دے عفو کے معنے رحم کے بھی ہوتے ہیں اور جو چیز کسی انسان سے رہ جائے اس کا ازالہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ وہ مہیا کر دی جائے۔ اس لئے وَاعْفُ عَنَّا کے یہ بھی معنے ہیں کہ جو چیز رہ گئی ہے اس کو تو اپنے فضل اور رحم سے ہمیں مہیا فرما دے۔ اس کے مقابلہ میں جو کام غلط ہو جائے اس کی درستی اسی طرح ہو سکتی ہے کہ اس کو مٹا دیا جائے چنانچہ اَخْطَأْنَا کے مقابلہ میں اِغْفِرْ لَنَا رکھ دیا اور غفر کے معنے عربی زبان میں مٹا دینے کے ہی ہوتے ہیں۔ پس اس کے معنے یہ ہیں کہ اے خدا جو کام ہم غلط طور پر کر چکے ہیں ان کو مٹا دے اور انہیں نہ کئے کی طرح کر دے۔ گویا ایک طرف تو یہ کہہ دیا کہ جو کام ہم نے نہیں کیا اور اس طرح رخنہ واقع ہو گیا ہے۔ اس رخنہ کو تو اپنے فضل سے پُر کر دے اور دوسری طرف یہ کہہ دیا کہ جو کام ہم غلط طور پر کر چکے ہیں ان کو تو مٹا ڈال۔

وَارْحَمْنَا پھر اس کام کے نتیجہ میں ہم سے جو اور غلطیاں ہوئی ہیں اور جن ترقیات کے حصول میں روک واقع ہو گئی ہے ان غلطیوں کے متعلق بھی ہم پر رحم فرما۔ اور ہماری ترقیات کے راستہ میں جو روکیں حائل ہو گئی ہیں ان کو اپنے فضل سے دور کر دے۔

اَنْتَ مَوْلٰنَا تو ہمارا مولیٰ ہمارا آقا اور ہمارا مالک ہے۔ آخر ہماری کمزوریاں کسی نہ کسی رنگ میں لوگوں نے تیری طرف ہی منسوب کرنی ہیں لوگوں نے یہی کہنا ہے کہ یہ خدائی جماعت کہلاتی تھی مگر اسے بھی دکھ پہنچا اور اسے بھی دوسروں کی طرح تکلیف ہوئی۔ پس اے ہمارے مولیٰ تو ہمارا آقا ہے اور ہم تیرے خادم۔ تو آقا ہونے کے لحاظ سے ہم پر رحم کر کیونکہ ہماری کمزوریاں آخر تیری طرف ہی منسوب ہونگی اور لوگ ہدایت سے محروم ہو جائیں گے۔

احادیث میں آتا ہے کہ غزوۂ احد میں جب ابوسفیان نے بڑے زور سے کہا کہ لَنَا عُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ یعنی ہمارے حمایتیوں میں ہمارا عزّٰی بت ہے مگر تمہاری تائید میں کوئی بت نہیں تو اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تم کہو لَنَا مَوْلٰى وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ ہمارا والی اور مددگار ہمارا حیّ و قیوم خدا ہے مگر تمہارا کوئی والی مددگار نہیں۔ یہ اَنْتَ مَوْلٰنَا کی سچائی کا کیا عملی ثبوت تھا کہ تلواروں کے سایہ میں بھی انہوں نے یہی کہا کہ اللہ ہمیں بچا سکتا ہے۔

آخر میں یہ تعلیم دی کہ تم خدا تعالیٰ سے یہ دعا بھی کرتے رہو کہ فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ یعنی اے خدا ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔ ہم بے بس اور کمزور ہیں لیکن ہمارا دشمن طاقتور اور تعداد میں بہت زیادہ ہے ہمارا غلبہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ تو ہمارے ساتھ ہو۔ اور اپنے رحم اور کرم سے کام لیکر ہمارے ایک ایک آدمی کے اندر ایسی روح پھونک دے کہ وہ سو سو بلکہ ہزار ہزار مخالف پر بھی بھاری ہو اگر تو اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا فرما دے تو ہم بچ سکتے ہیں ورنہ ہمارے بچاؤ کی اور کوئی صورت نہیں۔ پس اے ہمارے رب! جو لوگ ایسے کام کر رہے ہیں جن سے اسلام کی ترقی میں روک واقع ہوتی ہے ان پر تو ہمیں غالب کر اور ایسے سامان پیدا فرما جو تیری تبلیغ اور تیرے نام کو دنیا میں پھیلانے کا باعث ہوں۔

پھر یہ دعا صرف مادی غلبہ کے لئے ہی نہیں بلکہ روحانی رنگ میں بھی دشمنوں پر غالب آنے کیلئے ایک عاجزانہ پکار ہے اور اس میں خدا تعالیٰ کے حضور یہ عرضداشت پیش کی گئی ہے کہ اے ہمارے رب! اگر ہمارے اندر تیرے اس پاک رسول پر ایمان لانے کے نتیجہ میں کوئی تغیر پیدا نہ ہوا اور کفار میں اور ہم میں ایک نمایاں روحانی امتیاز اور فرق لوگوں کو محسوس نہ ہوا ہمارے اخلاق اور کردار ان سے بلند نہ ہوئے اور ہمارے معاملات ان سے بہتر نہ ہوئے تو دنیا ہمیں طعنہ دے گی کہ انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر کیا فائدہ اٹھایا ان میں تو کوئی بھی تبدیلی پیدا نہ ہوئی پس اے خدا تو اپنے فضل سے ہمیں اپنے اندر ایسا نیک تغیر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرما کہ ہم تیرے رحم اور کرم کو جذب کر لیں اور کفار پر ہمیں جسمانی رنگ میں ہی نہیں بلکہ اخلاق اور روحانیت کے لحاظ سے بھی ایک نمایاں تفوق اور غلبہ حاصل ہو جائے اور تیرا دین دنیا کے کناروں تک پھیل جائے

مومن دُعا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں۔

"دُعا کی مثال ایک چشمۂ شیریں کی طرح ہے جس پر مومن بیٹھا ہوا ہے۔ وہ جب چاہے اس چشمہ سے اپنے آپ کو سیراب کر سکتا ہے۔ جس طرح ایک مچھلی بغیر پانی کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح مومن کا پانی دُعا ہے کہ جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس دعا کا ٹھیک محل نماز ہے۔ جس میں وہ راحت اور سرور مومن کو ملتا ہے کہ جس کے مقابل ایک عیاش کا کامل درجہ کا سرور جو اُسے کسی بدمعاشی میں میسر آ سکتا ہے، ہیچ ہے۔ بڑی بات جو دعا میں حاصل ہوتی ہے وہ قربِ الٰہی ہے۔ دُعا کے ذریعہ ہی انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا اور اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جب مومن کی دعا میں پورا اخلاص اور انقطاع پیدا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ کو بھی اس پر رحم آ جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کا متولّی ہو جاتا ہے۔ اگر انسان اپنی زندگی پر غور کرے تو الٰہی تولّی کے بغیر انسانی زندگی قطعاً تلخ ہو جاتی ہے۔ دیکھ لیجئے۔ جب انسان حد بلوغت کو پہنچتا ہے اور اپنے نفع نقصان کو سمجھنے لگتا ہے تو نامرادیوں ناکامیابیوں اور قسما قسم کے مصائب کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ وہ ان سے بچنے کیلئے طرح طرح کی کوششیں کرتا ہے۔ دولت کے ذریعہ، تعلق حکام کے ذریعہ قسما قسم کے حیلہ و فریب کے ذریعہ وہ بچاؤ کے راہ نکالتا ہے۔ لیکن مشکل ہے کہ وہ اس میں کامیاب ہو۔ بعض اس کی تلخ ناکامیوں کا انجام خودکشی ہو جاتی ہے۔ اب اگر ان دنیاداروں کے غموم و ہموم اور تکالیف کا مقابلہ اہل اللہ یا انبیاء کے مصائب کے ساتھ کیا جاوے تو انبیاء علیہم السلام کے مصائب کے مقابل اول الذکر جماعت کے مصائب بالکل ہیچ ہیں۔ لیکن یہ مصائب و شدائد اس پاک گروہ کو رنجیدہ یا محزون نہیں کر سکتے۔ ان کی خوشحالی اور سرور میں فرق نہیں آتا۔ کیونکہ وہ اپنی دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی تولّی میں پھر رہے ہیں۔ دیکھو اگر ایک شخص کا ایک حاکم سے تعلق ہو اور مثلاً اس حاکم نے اسے اطمینان دیا ہو کہ وہ اپنے مصائب کے وقت اس سے استعانت کر سکتا ہے تو ایسا شخص کسی ایسی تکلیف کے وقت جس کی گرہ کشائی اس حاکم کے ہاتھ میں ہے عام لوگوں کے مقابل کم درجہ رنجیدہ اور غمناک ہوتا ہے تو پھر وہ مومن جس کا اس قسم کا بلکہ اس سے بھی زیادہ مضبوط تعلق احکم الحاکمین سے ہو وہ کب مصائب و شدائد کے وقت گھبراوے گا۔ انبیاء علیہم السلام پر جو مصیبتیں آتی ہیں اگر ان کا عشر عشیر بھی ان کے غیر پر وارد ہو تو اس میں زندگی کی طاقت نہ رہے۔ یہ لوگ جب دنیا میں بغرض اصلاح آتے ہیں تو اُن کی کل دنیا دشمن ہو جاتی ہے لاکھوں آدمی اُن کے خون کے پیاسے ہوتے ہیں لیکن یہ خطرناک دشمن بھی اُن کے اطمینان میں خلل انداز نہیں ہو سکتے اگر ایک شخص کا ایک دشمن بھی ہو تو وہ کسی لمحہ بھی اس کے شر سے امن میں نہیں رہتا چہ جائیکہ ملک کا ملک اُن کا دشمن ہو اور پھر یہ لوگ با امن زندگی بسر کریں ان تمام تلخ کامیوں کو ٹھنڈے دل سے برداشت کر لیں۔ یہ برداشت ہی معجزہ و کرامت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت ان کے لاکھوں معجزوں سے بڑھ کر ایک معجزہ ہے۔ کل قوم کا ایک طرف ہونا۔ دولت، سلطنت، دنیوی وجاہت، حسینہ جمیلہ بیویاں وغیرہ سب کچھ کے لالچ قوم کا اس شرط پر دینا کہ وہ اعلائے کلمۃ اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے رک جاویں لیکن ان سب کے مقابل جناب رسالتمآب کا فرمانا کہ میں اگر اپنے نفس سے کرتا تو یہ سب باتیں قبول کرتا۔ میں تو حکم خدا کے تحت یہ سب کچھ کر رہا ہوں اور پھر دوسری طرف سب تکالیف کی برداشت کرنا یہ ایک فوق الطاقت معجزہ ہے۔ یہ سب طاقت اور برداشت اُس دعا کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے جو مومن کو خدا تعالیٰ نے عطا کی ہے"۔

(ملفوظات جلد ہفتم صـ۵۹ تا صـ۶۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخِ اسلام

مسلمانوں کا شعب ابی طالب میں محصور ہونا

قریش دیکھتے تھے کہ اس روک ٹوک (یعنی انکی شدید مخالفت) پر بھی اسلام کا دائرہ پھیلتا جاتا ہے عمرؓ اور حمزہؓ جیسے لوگ ایمان لاچکے ہیں، نجاشی نے مسلمانوں کو پناہ دی۔ سفراء بے نیل مرام واپس آئے۔ مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اس لئے اب یہ تدبیر سوچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خاندان کو محصور کرکے تباہ کر دیا جائے۔

چنانچہ تمام قبائل نے ایک معاہدہ مرتب کیا کہ "کوئی شخص نہ خاندان بنی ہاشم سے قرابت کرے گا، نہ ان کے ہاتھ خرید و فروخت کرے گا، نہ ان سے ملے گا، نہ ان کے پاس کھانے پینے کا سامان جانے دے گا۔ جب تک وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کے لئے حوالہ نہ کردیں"۔

ابوطالب مجبور ہوکر تمام خاندانِ ہاشم کے ساتھ شعبِ ابوطالب میں پناہ گزین ہوئے۔ تین سال تک بنو ہاشم نے اس حصار میں بسر کی۔ یہ زمانہ ایسا سخت گذرا کہ طلح کے پتے کھا کھا کر رہتے تھے۔ حدیثوں میں جو صحابہؓ کی زبان سے مذکور ہے کہ ہم طلح کی پتیاں کھا کھا کر بسر کرتے تھے یہ اسی زمانہ کا واقعہ ہے۔ چنانچہ سہیلی نے روض الانف میں تصریح کی ہے۔ حضرت سعد وقاصؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ رات کو سوکھا ہوا چمڑہ ہاتھ آگیا۔ میں نے اس کو پانی سے دھویا پھر آگ پر بھونا اور پانی میں ملا کر کھایا۔

ابن سعد نے روایت کی ہے کہ بچے بھوک سے روتے تھے تو باہر آواز آتی تھی۔ قریش سُن سُن کر خوش ہوتے تھے۔ لیکن بعض رحم دلوں کو ترس بھی آتا تھا۔ ایک دن حکیم بن حزام نے جو حضرت خدیجہؓ کا بھتیجا تھا، تھوڑے سے گیہوں اپنے غلام کے ہاتھ حضرت خدیجہؓ کے پاس بھیجے۔ راہ میں ابوجہل نے دیکھ لیا اور چھین لینا چاہا۔ اتفاق سے ابوالبختری کہیں سے آگیا۔ وہ اگرچہ کافر تھا لیکن اس کو رحم آیا اور کہا کہ ایک شخص اپنی پھوپھی کو کچھ کھانے کے لئے بھیجتا ہے تو کیوں روکتا ہے۔

متصل تین برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام آلِ ہاشم نے یہ مصیبتیں جھیلیں۔ بالآخر دشمنوں ہی کو رحم آیا اور خود انہی کی طرف سے اس معاہدہ کے توڑنے کی تحریک ہوئی۔ ہشام عامری خاندان بنی ہاشم کا قریبی رشتہ دار اور اپنے قبیلہ میں ممتاز تھا۔ وہ چوری چھپے بنو ہاشم کو غلہ وغیرہ بھیجتا رہتا تھا۔ ایک دن وہ زہیر کے پاس جو عبدالمطلب کے نواسے تھے، گیا، اور کہا "کیوں زہیر تم کو یہ پسند ہے کہ تم کھاؤ پیو، ہر قسم کا لطف اٹھاؤ، اور تمہارے ماموں کو ایک دانہ تک نصیب نہ ہو؟" زہیر نے کہا "کیا کروں تنہا ہوں۔ ایک شخص بھی میرا ساتھ دے تو میں اس ظالمانہ معاہدہ کو پھاڑ کر پھینک دوں"۔ ہشام نے کہا میں موجود ہوں۔ دونوں مل کر مطعم بن عدی کے پاس گئے۔ ابوالبختری، ابن ہشام، زمعہ بن الاسود نے بھی ساتھ دیا۔ دوسرے دن سب مل کر حرم گئے۔ زہیر نے سب لوگوں کو مخاطب کرکے کہا۔ اے اہلِ مکہ! یہ کیا انصاف ہے!! ہم لوگ آرام سے بسر کریں اور بنو ہاشم کو آب و دانہ نصیب نہ ہو، خدا کی قسم جب تک یہ ظالمانہ معاہدہ چاک نہ کر دیا جائے گا میں باز نہ آؤں گا"۔ ابوجہل برابر سے بولا "ہرگز اس معاہدہ کو کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا"۔ زمعہ نے کہا "تو جھوٹ کہتا ہے۔ جب یہ لکھا گیا تھا اُس وقت بھی ہم راضی نہ تھے"۔ غرض مطعم نے ہاتھ بڑھا کر دستاویز چاک کردی۔ مطعم بن عدی، عدی بن قیس، زمعہ بن الاسود، ابوالبختری، زہیر سب ہتھیار باندھ باندھ کر بنو ہاشم کے پاس گئے اور انکو درّہ سے نکال لائے۔

(سیرۃ النبیؐ شبلی حصہ اوّل جلد اوّل صٓ۲۲۷)

مٹی کھانے کی عادت بچوں میں عام پائی جاتی ہے

BABY TONIC

بے بی ٹانک کے استعمال سے بہت جلد چھوٹ جاتی ہے۔ نیز کیلشیم وغیرہ کی کمی دور ہوکر بچے کی عام صحت بھی بہتر ہو جاتی ہے۔ قیمت ۔ ۳/- روپے

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ فون ۶۰۶

بہترین آدمی

عن عثمان بن عفّان ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم قال خیرکم من تعلّم القرآن وعلّمہٗ۔ (ترمذی)

حضرت عثمانؓ بن عفان سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے خود قرآن سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔

تفسیر صغیر کے بغور مطالعہ سے ہر چھوٹا بڑا، مرد و عورت قرآنی علوم سیکھ سکتا ہے۔ (قیادت تعلیم انصار اللہ مرکزیہ)

انصار اللہ اور سادہ زندگی

جیسا کہ انصار اللہ کو معلوم ہے کہ تحریک جدید کے مالی جہاد کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کے لئے ہمارے محبوب آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاص طور پر انصار اللہ کو مکلّف فرمایا ہوا ہے۔ لہٰذا ہماری زندگی کا اصل مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آخری دین یعنی اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے کونے کونے میں گاڑ کر رہیں گے۔ اس اہم فریضہ کے لئے ایک منظم طریق پر کوشش جاری رکھی جائے۔ اس سلسلہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا:۔

"آج اسلام کیلئے قربانیوں کا زمانہ ہے اور ایسا زمانہ ہے کہ ہمیں چاہیئے کہ اسلام کی خاطر قربانی کرنے کی غرض سے جائز خواہشات کو بھی جہاں تک چھوڑ سکیں چھوڑ دیں۔ . . . جن لوگوں کے قلوب میں محبّت ہے اسلام کی خدمت کا احساس ہے وہ اپنی زندگیاں سادہ بنائیں۔" (رسالہ سادہ زندگی)

انصار بھائیوں کو چاہیئے کہ حضور کا یہ ارشاد ہر احمدی گھرانے تک پہنچائیں تاکہ سادہ زندگی اختیار کرکے جماعت میں زیادہ سے زیادہ اہلیت پیدا ہو۔ (قائد تحریک جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

درخواست دُعا

(۱) مکرم ومحترم چوہدری محمد شریف صاحب آف لاٹھیانوالہ کو بندش پیشاب کی وجہ سے بہت تکلیف تھی کل ان کا کھرڑیانوالہ ہسپتال میں آپریشن ہوا ہے۔ احباب سے ان کی صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

(سید شمشاد احمد ناصر۔ لاٹھیانوالہ ۱۹۴ ر۔ب ڈاکخانہ کھرڑیانوالہ لائل پور)

(۲) میری بیوی کی صحت چند دن سے بہت گرگئی ہے۔ کمزوری بہت ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ خدا تعالےٰ اپنے فضل سے انہیں صحت دے۔ اور عمر میں برکت دے۔ آمین

(فیض الحق خاں فاطمہ جناح روڈ کوئٹہ)

(۳) خاکسار کے والد صاحب طویل عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ چھوٹے بہن بھائیوں کے اعلیٰ امتحانات اور نتائج قریب ہیں اور خاکسار بھی معہ اہل خانہ بہت سی مشکلات، ابتلاؤں اور ذہنی پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مصائب سے نجات اور کامیابی وصحت عطا فرمائے۔ آمین

(چوہدری دین محمد اخبار نویس احاطہ بیدیاں ساہیوال)

مرضِ اٹھرا

اور دیگر امراض کے ماہر

سنہ ۱۹۱۱ء سے آپکے خاندانوں کی خدمت کرنیوالے قدیمی۔ اوّلین۔ شہرۂ آفاق

حکیم نظام جان اینڈ سنز

گوجرانوالہ ۔ ربوہ ۔ ٹن ٹ وٹمحمد خان

دوائی منگوانے اور معائنہ کا انتظام گولبازار ربوہ میں شروع کیا گیا ہے۔ ربوہ فون ۶۳۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب دُکھ اور تکلیف اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو اس وقت خدائی نصرت نازل ہوتی ہے

اس کے بغیر ایک کمزور ایمان والے اور ایک پختہ ایمان والے انسان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہو سکتا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مشکلات و مصائب کے وقت نصرتِ الٰہی کے نزول کے متعلق اللہ تعالیٰ کی ایک قدیم سُنّت پر روشنی ڈالتے ہوئے ۸؍فروری ۱۹۷۲ء کے خطبۂ جمعہ میں فرمایا:۔

"یرموک کی جنگ کو لیں یہ پانچ دن کی جنگ ہوئی ہے اور خدا کی شان یہ ہے کہ حضرت خالدؓ بن ولید کو طفیلِ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بتا دیا گیا تھا کہ چار دن تک آزمائشوں کا دَور ہوگا۔ یعنی ان کے ذہن میں پہلے سے یہ تصور موجود تھا کہ چار دن دشمن کے اور پانچواں دن ہمارا ہوگا۔ یعنی تین پہر دشمنوں کے ہوں گے اور چوتھا پہر ہمارا ہوگا۔ چنانچہ دشمن اپنے وزن، اپنی تعداد اور اپنے ہتھیاروں کے زور کے ساتھ مسلمانوں کو دھکیلتے ہوئے ان کے خیموں تک لے جاتا تھا۔ مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر ایثار پیشہ فدائی مسلمان عورتیں خیموں کے ڈنڈے لے کر مسلمانوں کے سر پر مارتی تھیں کہ واپس جاؤ یہاں کیا لینے آئے ہو۔ چنانچہ اگلے دن اور پھر اس سے اگلے دو دن بھی یہی حال ہوا۔ اس معرکے میں کئی مسلمان شہید ہو گئے جن میں عکرمہؓ اور اس کے ساتھی بھی شامل تھے مگر کسی مسلمان نے پیٹھ نہیں دکھائی حتّٰی کہ عکرمہؓ جیسے شخص نے پیٹھ نہیں دکھائی جو فتح مکہ تک اسلام کا دشمن رہا تھا۔ کیونکہ عکرمہؓ اور اس جیسے دوسرے مسلمانوں کے دل بدل گئے، حالات مختلف ہو گئے، اندھیروں کی جگہ نور نے لے لی۔ وہ جو اسلام کے دشمن تھے ان کے دل میں محبت پیدا ہو چکی تھی عکرمہؓ اور اس کے ساتھی اِس خیال سے جلتے تھے کہ انہوں نے اپنے چہروں پر اسلام دشمنی کے داغ لگا رکھے ہیں۔ ان داغوں کو دھونے کے لئے خدا جانے ہمیں کوئی موقع ملتا ہے یا نہیں۔

پس یہ لوگ بھی جو بعد میں آنیوالے تھے دشمن کے مقابلے میں بھاگے نہیں۔ کسی نے بزدلی نہیں دکھائی۔ وہ خدا تعالےٰ سے ناامید نہیں ہوئے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ پر بدظنی نہیں کی بلکہ کئی ایک نے اپنی جان دے کر

"مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ"

خدا تعالیٰ سے اپنا عہد پورا کر دیا اور اِس طرح انہوں نے اپنے لئے جنتوں کے سامان پیدا کئے اور پیچھے رہنے والوں کے لئے فتح کے سامان پیدا کر دیئے۔

غرض اِس جنگ میں جب مسلمانوں کا کرب اپنی انتہا کو پہنچ گیا اور تمثیلی زبان میں وہ آخری وقت یعنی عصر کا وقت آ گیا تو کہنے والے کہتے ہیں کہ اس وقت یرموک کے میدان میں رومی اپنے پیچھے شاید ڈیڑھ لاکھ لاشیں چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے، حالانکہ پہلے چار دنوں میں رومی یہ سمجھتے تھے کہ مسلمان تو مٹھی بھر ہیں یہ بچ کر کیسے جائیں گے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہم اڑھائی لاکھ ہیں اور مسلمان صرف چالیس ہزار اسی لئے وہ مسلمانوں کو مٹا دیں گے۔ غرض اِس نیت کے ساتھ رومی آئے تھے کہ اس میدان میں سارے مسلمانوں کو قتل کر دیں اور اس فتنے کو جو اُن کے نزدیک فتنہ تھا، ہمیشہ کے لئے مٹا دیں۔ مگر جسے وہ فتنہ سمجھتے تھے اور جس کے مٹانے کے درپے تھے اس نے اُن کے خون کو کھاد بنا کر انہی کے علاقوں میں اسلام کے درختوں کو بویا جنہوں نے بڑے اچھے پھل دیئے (کھاد ہی پڑی نا! کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ بکرے کا خون اگر DECOMPOSED (ڈی کمپوزڈ) ہو کر درختوں کی جڑوں میں ڈالا جائے تو بڑی اچھی کھاد ثابت ہوتا ہے) چنانچہ اسلام کا یہ دشمن انسانیت کے لئے اَور تو کسی کام نہیں آیا مگر جب اسلام کا باغ ان علاقوں میں لگا تو اس وقت اس نے کھاد کا کام دیا۔ انکی نسل سوچتی ہوگی کہ یہ لوگ کن بلند نعروں کے ساتھ اور بظاہر کس ہمّت کے ساتھ اور کس ولولے اور عزم کے ساتھ اور پادریوں کے ہر قسم کے جوش دلانے کے بعد اسلام کو مٹانے کے لئے وہاں گئے تھے مگر ناکام ہوئے اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا ہاتھ اور اس کے پیار کے جلوے جنگ کے میدانوں میں بھی ہمیں نظر آتے ہیں۔ دشمنانِ اسلام تو بدبخت تھے لیکن ہمارے لئے خوش بختی کے سامان پیدا کر گئے اور ہمارے لئے خوش قسمتی کے محلوں کے دروازے کھول گئے۔

تاہم یہ سب کچھ اس وقت ہُوا جب مسلمانوں کا کرب، کربِ عظیم بن گیا تھا۔ دُکھ اور تکلیف اپنی انتہاء کو پہنچ گئی تھی۔ اس سے پہلے اللہ تعالےٰ کا انعام نازل نہیں ہوتا۔ ورنہ ایک کمزور ایمان والے اور ایک پختہ اور سچے ایمان والے آدمی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہو سکتا۔"

{ الفضل ۱۱؍مارچ ۱۹۷۲ء
صفحہ ۳ }

مستحقین محرومین کے لئے گندم کی امداد کی تحریک

ثواب حاصل کرنے کا ایک قیمتی موقع

ہر سال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیرِ ہدایت ربوہ میں یتامیٰ، بیواؤں اور مساکین کے لئے کم و بیش سال بھر کی گندم بطور امداد مہیا کی جاتی ہے۔ اس نیک تحریک میں حصہ لینے والے متعدد اصحاب بھی گندم کی شکل میں یا نقدی کی شکل میں اِس میں شرکت فرماتے ہیں۔ اس طرح مرکزی رقم کے علاوہ ان احباب کی طرف سے بطور ثواب بھی کافی اعانت ہو جاتی ہے۔

اب بھی جو دوست بصورت نقدی اس کارِ خیر میں حصہ لینا چاہیں وہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں "امداد مستحقین محرومین کھاتہ $\frac{۴۵۵۰}{۱۷۲ - ۳۲۵}$" میں رقم بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ جو احباب بصورت گندم امداد دینا چاہیں وہ اپنے صدر صاحب محلہ کی معرفت میرے دفتر میں گندم بھجوا دیں۔ شکریہ۔

احباب براہِ کرم اس نیکی میں شمولیت کے لئے جلدی فرمائیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) ربوہ)

ولادت

۲۷؍جون بروز جمعرات اللہ تعالیٰ نے مکرم چوہدری محمد نفیس صاحب کو پہلا فرزند عطا فرمایا ہے جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت محمد ایوب تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی انچارج شعبہ رشتہ ناطہ کا پوتا اور مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم کا نواسہ ہے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو صاحبِ عمر و برکت اور خادمِ دین بنائے۔ آمین۔

(عبادہ اللہ گیانی منیجر الفضل ربوہ)

امراء و صدر اصحاب جماعتہائے احمدیہ کی خدمت میں گزارش

جماعتہائے احمدیہ پاکستان کے امراء و صدر اصحاب کی خدمت میں گزارش ہے کہ ازراہِ کرم چندہ کی رقوم بذریعہ منی آرڈر وغیرہ بھجوانے کی بجائے کسی دوست کے ذریعہ مرکز میں بھجوا دی جائیں تاکہ رقوم جلدی مل جائیں۔ منی آرڈر وغیرہ کے ذریعہ رقم بھجوانے سے وصولی میں دیر ہو جاتی ہے۔

(ناظر بیت المال آمد ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴